OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

سر سید احمد خان کی فکر کا تنقیدی جائزہ "رجم"

A critical review of Sir Syed Ahmad Khan's thought on "Rajm" (Arabic, رجم)

Muhammad Amir Farooq
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
Email: amirfarooq902@gmail.com

Muhammad Naseer
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
Email: mnaseerpwsc1@gmail.com

Dr. Muhammad Anees Khan
Lecturer, Department of Islamic Studies and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.
Email: manees332@gmail.com

Received on: 08-07-2024 Accepted on: 14-08-2024

Abstract
According to Islamic law, adultery by married men and women is punishable by stoning. Some Muslim intellectuals, however, have rejected the lynching and instead offered alternative explanations and interpretations. Among them is Sir Syed Ahmad Khan, who has argued that the "Rajm" is not Shariah-compliant for logical reasons. Despite some issues, Sir Syed Ahmad Khan's book "Al-khutbat-ul- ahmadiya fil-arab wal seerat-ul- mohammadiya" is a valuable effort in which he succinctly addresses criticismsof the Prophet's biography made by Orientalists, especially Sir William Mayur. However, on e of the issues on which Sir Syed has expressed an opinion that is different from tht of the Muslim Um mah is the "Rajm of Zani Muhsan." (adulterer who is married). In the significant scholarly debate around the Rajm conundrum, which has brought up a number of problems and worries, Sir Syed Ah mad Khan is regarded as a source.It is necessary to clarify Sir Syed Ahmad Khan's concern and his an alytical approach to this matter. To achieve this goal, this topic has been chosen. This research article gives a critical examination based on the opinions of Islamic scholars, authentic Hadiths, and jurists' interpretations by presenting the late Sir Syed Ahmad Khan's perspective on Rajm Zani Muhsen.
Keywords: Rajm Zani Muhsin, Sir Syed Ahmad's Opinion.

تمہید:

شادی شدہ مرد اور عورت جو زنا کے مرتکب ہوں، اسلامی قانون کے تناظر میں ان کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا ہے۔[1] تاہم بعض مسلمان

مفکرین نے رجم سے انکار کیا ہے اور اس کے لیے مختلف تاویلات و توجیہات کا سہارا لیا ہے۔ اس سلسلے کی ایک کڑی سر سید احمد خان ہیں جنھوں نے رجم کے شرعی حیثیت کی عقلی توجیہات کے بنا پر انکار کیا ہے۔

سر سید احمد خان کی کتاب "الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرہ المحمدیہ[2]" ایک قابل قدر کاوش ہے جس میں انہوں نے مستشرقین بالخصوص سر ویلیم میور[3] کے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر قائم کردہ اعتراضات کے کافی وشافی جوابات دیئے ہیں، لیکن اس کتاب میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں جہاں سر سید مرحوم نے جمہور امت کے مسلمات سے ہٹ کر الگ رائے قائم کی ہے، ان مسائل میں سے ایک مسئلہ زانی محصن کے رجم کا بھی ہے۔

رجم کا یہ مسئلہ آج کے دور میں بھی یہ ایک اہم علمی بحث ہے جس پر مختلف انداز سے شبہات واشکالات کا سلسلہ شروع ہے اور سر سید احمد خان کو اس سلسلے کا ایک ماخذ قرار دیا جاتا ہے۔ وقت کی علمی ضرورت ہے کہ سر سید احمد خان کی اس فکر کو واضح کر کے اس مسئلے میں اس کے فکری مآخذ کو واضح کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں رجم زانی محصن کے بارے میں سر سید احمد خان مرحوم کی رائے پیش کرتے ہوئے جمہور کی آراء، احادیث صحیحہ اور فقہاء کرام کی تصریحات کی روشنی میں اس کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے، نیز قضیہ متذکرہ کے دلائل پر سر سید احمد خان مرحوم کے عقلی اشکالات کا جواب دیا گیا ہے۔

انکارِ رجم پر سر سید احمد خان کے استدلالات

انکار رجم پر سر سید احمد خان اپنی کتاب "الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرہ المحمدیہ" میں جو استدلالات قائم کیے ہیں، اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"معتزلہ اور خوارج مسلمانوں کے دو بڑے فرقے ہیں اور معتزلی فرقے کے لوگ عربیت میں بڑا اعالی درجہ رکھتے ہیں۔ اب بھی یہی کہتے ہیں کہ زنا کی سزا سنگسار کرنا نہیں ہے اور خطبہ کے راقم کو بھی، گو وہ ان فرقوں سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا ہے، بلکہ سنی مذہب کی بھی یہی رائے ہے۔۔۔۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خود پیغمبر صاحب نے یہودی مرد اور عورت کو جو زناکاری کے مجرم قرار پائے تھے یہودی شریعت کے موافق سنگسار کرنے کی اجازت دی تھی اور اگر یہ بھی تسلیم کرلیں کہ یہودی کے سوا اور کسی کو بھی آنحضرت نے سنگسار کیا تھا تو بھی اس بات کو ثابت کرنا غیر ممکن ہے کہ بعد نزول اس آیت[4] کے جس میں زنا کی سزا کا حکم ہے آنحضرت نے ایسا حکم دیا ہو، اسی طرح مسلم کی اس حدیث[5] کی نسبت جو اوپر مذکور ہے، ثابت کرنا مشکل ہے کہ وہ حدیث سورہ نور کی آیت کے بعد کی ہے۔"[6]

مذکورہ بالا عبارت میں درج ذیل چار امور قابل توجہ ہیں:

1. معتزلہ، خوارج اور مصنف کتاب سر سید احمد خان کی طرح سنی مذہب کے ہاں بھی زنا کی سزا سنگسار کرنا نہیں ہے۔
2. آپ ﷺ نے یہودی مذہب کے مطابق یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کرنے کی "اجازت" دی۔

3. اس بات کو ثابت کرنا غیر ممکن ہے کہ بعد نزول اس آیت کے جس میں زنا کی سزا کا حکم ہے آنحضرت ﷺ نے ایسا حکم دیا ہو۔
4. اسی طرح مسلم کی اس حدیث کی نسبت جو اوپر مذکور ہے، ثابت کرنا مشکل ہے کہ وہ حدیث سورہ نور کی آیت کے بعد کی ہے۔

سرسید احمد خان کے استدلالات کا ناقدانہ جائزہ

اب ان چاروں نکات کا تنقیدی جائزہ علی الترتیب ذکر کیا جاتا ہے:

انکار رجم کے مسئلے میں سنی مذہب کو معتزلہ اور خوارج کے مطابق پیش کرنا:

معتزلہ، خوارج اور مصنف کتاب سرسید احمد خان کی طرح سنی مذہب کے ہاں بھی زنا کی سزا سنگسار کرنا نہیں ہے۔

ناقدانہ جائزہ: اس عبارت میں سرسید احمد خان نے اس بات کی وضاحت کی کہ وہ شادی شدہ آدمی کی حد زنا کے بارے میں معتزلہ اور خوارج کے قول سے اتفاق کرتے ہیں نیز انہوں نے یہ دعوی بھی کیا کہ اس مسئلے میں سنی مذہب کی بھی یہی رائے ہے، یعنی سنی بھی معتزلہ، خوارج اور سرسید احمد خان کی طرح حد زنا میں رجم کے قائل نہیں۔ مگر حیران کن امر یہ ہے کہ خود سرسید احمد خان نے امام نووی ؒ کا قول نقل کیا ہے کہ زانی محصن کے رجم پر اہل قبلہ کا اجماع ہے۔

وأجمع العلماء على وجوب جلد الزاني البكر مائة ورجم المحصن وهو الثيب ولم يخالف في هذا أحد من أهل القبلة إلا ما حكى القاضي عياض وغيره عن الخوارج وبعض المعتزلة كالنظام وأصحابه فإنهم لم يقولوا بالرجم[7]۔

ترجمہ: اور اجماع کیا ہے عالموں نے اس پر کہ جو زانی بکر ہو اس کو کوڑے پیٹنا واجب ہے اور بیاہا ہو اور ثیب ہو، اس کو سنگسار کرنا واجب ہے اور اس امر میں اہل قبلہ میں سے ایک شخص نے بھی اختلاف نہیں کیا سوائے اس کے کہ قاضی عیاض وغیرہ نے خارجیوں اور بعض معتزلہ جیسے نظام اور اس کے متبعین سے نقل کیا ہے کیونکہ یہ لوگ رجم کے قائل نہیں ہیں۔[8]

اس قول میں سنی مذہب کے موقف کی صراحت موجود ہے، سرسید احمد خان نے اپنے قول "سنی مذہب کی بھی یہی رائے ہے" کی تائید اور تقویت کے لیے امام نووی ؒ کے مذکورہ بالا قول پر کسی قسم کی جرح اور نقد نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرسید احمد خان کا یہ دعوی کرنا کہ زانی محصن کے سنگسار نہ کرنے میں سنی بھی متفق ہیں، یہ حقیقت سے یکسر مختلف ہے۔

ہم یہاں اہل سنت و جماعت کے موقف کی وضاحت کے لیے چند مزید اقوال ذکر کرتے ہیں جن میں صراحت موجود ہے کہ زانی محصن کی سزا ان کے ہاں رجم ہی ہے اور اس پر اجماع ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الہدایہ" میں، علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی ؒ (م: 593ھ) فرماتے ہیں:

وإذا وجب الحد وكان الزاني محصنا رجمه بالحجارة حتى يموت لأنه عليه الصلاة والسلام رجم ماعزا وقد أحصن وقال في الحديث المعروف وزنا بعد الاحصان وعلى هذا إجماع الصحابة رضي الله تعالى عنهم[9]

ترجمہ: اور جب حد واجب ہو جائے اور زنا کرنے والا محصن ہو تو حاکم خود اور دوسرے مسلمان اتنے پتھر ماریں کہ وہ مر جائے کیونکہ رسول اللہ

ﷺ نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیا۔اسی صورت میں کہ وہ محصن تھے اور ایک معروف حدیث میں ہے "وزنا بعد الاحصان "(محصن ہونے کے بعد زنا کرنا)اسی بات پر صحابہ رضی اللہ عنھم کا اجماع بھی ہے۔[10]

علامہ ابن رشد(م:520ھ)"بدایۃ المجتہد"میں فرماتے ہیں:

فأما الثيب الأحرار المحصنون فإن المسلمين أجمعوا على أن حدهم الرجم إلا فرقة من أهل الأهواء فإنهم رأوا أن حد كل زان الجلد وإنما صار الجمهور للرجم لثبوت أحاديث الرجم فخصصوا الكتاب بالسنة [11]

ترجمہ: شادی شدہ آزاد شخص کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اس کی حد رجم ہے، سوائے خواہش نفس کے پرستاروں کے ایک گروہ کے جو ہر زانی کی سزا کوڑے تجویز کرتے ہیں، جمہور نے رجم کی سزا اس لیے اختیار کی ہے کہ رجم کی احادیث ثابت ہیں، انہوں نے کتاب الٰہی کے حکم (الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ) کو سنت کے ذریعے مخصوص کر دیا ہے[12]

علامہ آلوسی(علامہ آلوسی(1270ھ))"تفسیر روح المعانی"میں فرماتے ہیں:

وقد أجمع الصحابة رضي الله تعالى عنهم ومن تقدم من السلف وعلماء الأمة وأئمة المسلمين على أن المحصن يرجم بالحجارة حتى يموت[13]۔

ترجمہ: صحابہ رضی اللہ عنہم، سلف متقدمین، امت کے علما اور مسلمانوں کے ائمہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ زانی محصن کو پتھر مارے جائیں گے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

ڈاکٹر وہبہ الزہیلی(1933ءتا2015ء)"الفقہ الاسلامی وادلتہ"میں لکھتے ہیں:

اتفق العلماء ما عدا الخوارج على أن حد الزاني المحصن هو الرجم، بدليل ما ثبت في السنة المتواترة وإجماع الأمة، والمعقول-[14]

ترجمہ: خوارج کے علاوہ جمیع علما کا اس پر اتفاق ہے کہ زانی محصن کی حد رجم ہے، چنانچہ رجم سنت متواترہ، اجماع امت اور معقول دلائل سے ثابت ہے۔[15]

سعدی ابو جیب "موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی"میں فرماتے ہیں:

إن المسلمين أجمعوا على أن الزانى المحصن ،إذا زنى عامدا ، عالما ، مختارا ، فحدّه الرجم حتى يموت ، وقالت الخوارج وبعض المعتزلة بعدم الرجم"[16].

ترجمہ: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ زانی محصن، جب وہ جان بوجھ کر اپنے اختیار سے سے زنا کر تو اس کی حد رجم ہے، بعض معتزلہ اور خوراج عدم رجم کے قائل ہیں۔

یہودی مرد وعورت کے رجم کے فیصلے کو حکم نبوی کے بجائے اجازت نبوی پر محمول کرنا:

اس میں کچھ شک نہیں کہ خود پیغمبر صاحب نے یہودی مرد اور عورت کو جو زناکاری کے مجرم قرار پائے تھے یہودی شریعت کے موافق سنگسار

کرنے کی اجازت دی تھی۔

ناقدانہ جائزہ: سر سید احمد خان کے اس ترجمہ سے یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے کہ یہود اس زانی اور زانیہ کو رجم کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے آپ ﷺ سے اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے "اجازت دی" مگر ظاہر ہے کہ روایت[17] کا مفہوم اس مفہوم سے یکسر مختلف ہے، یہودی کا آیت رجم پر ہاتھ رکھ کر اسے چھپانے کی کوشش کرنا، اپنی شریعت میں زانی کا حکم رسوا کرنا اور کوڑے لگانا بتلانا، اس بات کی دلیل ہے کہ یہودی اس زانی اور زانیہ کو رجم سے بچانا چاہتے تھے مگر اس کے برخلاف یہودی مرد اور عورت کا رجم کیا جانا، آپ ﷺ کے "حکم رجم" کو ظاہر کرتا ہے، نا کہ "اجازت رجم" کو، بالالفاظ دیگر مصنف نے یہاں امر کو اباحت کے معنی میں استعمال کیا ہے جو کہ اصول کے مطابق درست نہیں، کیونکہ امر[18] میں اصل وجوب ہے، ہاں اگر کلام میں اباحت پر کوئی قرینہ موجود ہو تو اباحت کے معنی میں استعمال بھی درست ہے، جیسے ارشاد خداوندی ہے: وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا

حالانکہ مذکورہ روایت میں امر کے یہاں وجوب کے لیے ہونے پر واضح قرینہ "یہود کا بچانے کی کوشش کے باوجود اس زانی اور زانیہ کو رجم کیا جانا" موجود ہے۔ اگر یہاں امر اباحت کے لیے ہوتا تو یہود اپنی مرضی سے ان کو رجم سے بچا لیتے، کیونکہ اباحت میں مامور کو مامور بہ کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے[19]۔

سورہ نور کی آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ سے حکم رجم کے ثبوت کو غیر ممکن کہنا:

اس بات کو ثابت کرنا غیر ممکن ہے کہ بعد نزول اس آیت کے جس میں زنا کی سزا کا حکم ہے آنحضرت نے ایسا حکم دیا ہو"

ناقدانہ جائزہ: اس امر کا غیر ممکن ہونا سر سید احمد خان کی ذاتی رائے ہے، روایات میں ایسا قرینہ موجود ہے جو ان کے دعوی کو باطل کرتا ہے، صحیح مسلم کی جو روایت انہوں نے پیش کی وہ یہ ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ – رضي الله عنه – قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُرِبَ لِذَلِكَ وَتَرَبَّدَ لَهُ وَجْهُهُ قَالَ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلُقِيَ كَذَلِكَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ الثَّيِّبُ جَلْدُ مِئَةٍ ثُمَّ رَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ وَالْبِكْرُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ نَفْيُ سَنَةٍ[20]

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل کی جاتی تو آپ پر اس کی وجہ سے تکلیف (کی کیفیت) طاری ہو جاتی تھی اور آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا، کہا: ایک دن آپ پر وحی نازل کی گئی تو آپ اسی کیفیت سے دوچار ہوئے، جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ سے سیکھ لو، اللہ نے ان (عورتوں) کے لیے راہ نکال دی ہے، شادی شدہ، شادی شدہ سے (زنا کرے) اور کنوارا، کنواری سے (یا کنوارا شادی شدہ سے تو) شادی شدہ کے لیے (سزا) سو کوڑے، پھر پتھروں سے رجم کرنا ہے اور کنوارے کے لیے سو کوڑے پھر ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

مذکورہ روایت کے بعد صحیح مسلم کی چوتھی روایت یہ ہے:

حدثني عبد الملك بن شعيب بن الليث بن سعد حدثني أبي عن جدي قال حدثني عقيل عن ابن شهاب عن أبي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف وسعيد بن المسيب عن أبي هريرة أنه قال أتى رجل من المسلمين رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في المسجد فناداه فقال يا رسول الله إني زنيت فأعرض عنه فتنحى تلقاء وجهه فقال له يا رسول الله إني زنيت فأعرض عنه حتى ثنى ذلك عليه أربع مرات فلما شهد على نفسه أربع شهادات دعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أبك جنون قال لا قال فهل أحصنت قال نعم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذهبوا به فارجموه[21]

اس روایت میں آپ ﷺ نے اس شخص کے رجم کا حکم دیا اور یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور حضرت ابوہریرہ سن 7 ہجری میں مسلمان ہوئے، اور سورہ نور سن 6،5،4 ہجری میں (علی اختلاف الاقوال فیہا) واقعہ افک کے موقع پر نازل ہوئی، پس ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کے رجم کا حکم سورہ نور کے نازل ہونے کے بعد سن سات ہجری یا اس کے بعد دیا۔

حافظ ابن حجر (1371م-1449م) "فتح الباری" میں فرماتے ہیں:

وقد قام الدليل على أن الرجم وقع بعد سورة النور لأن نزولها كان في قصة الإفك وأختلف هل كان سنة أربع أو خمس أو ست على ما تقدم بيانه والرجم كان بعد ذلك فقد حضره أبو هريرة وانما أسلم سنة[22]

ترجمہ: اس بات پر دلیل قائم ہوگئی کہ سورہ نور کے نازل ہونے کے بعد (بھی) رجم واقع ہوا ہے، اس طرح کہ سورہ نور، واقعہ افک کے موقع پر نازل ہوئی اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ (واقعہ) سن چار، پانچ یا چھ ہجری کا ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے جبکہ یہ رجم اس کے بعد ہوا، اس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے اور وہ سن سات ہجری میں مسلمان ہوئے۔

مذکورہ بالا ثبوت کے بعد عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق یہ کہنا کہ:

حدیث مسلم کے سورہ نور کے بعد ہونے یا نہ ہونے پر اشکال:

اسی طرح مسلم کی اس حدیث کی نسبت جو اوپر مذکور ہے، ثابت کرنا مشکل ہے کہ وہ حدیث سورہ نور کی آیت کے بعد کی ہے۔

ناقدانہ جائزہ: یہ قول چند وجوہ سے باطل ہو جاتا ہے:

(1) سر سید احمد خان کا مقصود اس سے یہ تھا کہ آیت رجم کے بعد آپ ﷺ نے کسی کو سنگسار کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور یہ دعوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے باطل ہو گیا۔

(2) مصنف پر لازم تھا کہ اگر وہ حکم رجم کے خاص وقت تک ہونے کا دعوی رکھتے ہیں تو اس پر علی وجہ الیقین دلیل قائم کرتے "ثابت کرنا مشکل ہے" کے احتمالی بیان سے یقینی حکم کا انکار عقل کے بھی خلاف ہے، لان الیقین لا یزول بالشک

(3) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا تیس سالہ دور گزرا، مگر ان سے اپنے قول کے خاص زمانے تک ہونے کا ذکر منقول نہیں، باوجود اس کے کہ معتبر

کتب حدیث سے ثابت ہے کہ خلفائے اربع نے رجم کے فیصلے جاری کیے، جیسا کہ جامع الترمذی کی روایت ہے:

عن عمر بن الخطاب , قال: " رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم , ورجم ابو بكر , ورجمت , ولولا اني اكره ان ازيد في كتاب الله , لكتبته في المصحف , فإني قد خشيت ان تجيء اقوام فلا يجدونه في كتاب الله , فيكفرون به ". قال: وفي الباب , عن علي , قال ابو عيسى: حديث عمر حديث حسن صحيح , وروي من غير وجه , عن عمر.

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رجم کیا، اور میں نے بھی رجم کیا، اگر میں کتاب اللہ میں زیادتی حرام نہ سمجھتا تو اس کو مصحف میں لکھ دیتا، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ قومیں آئیں گی اور کتاب اللہ میں رجم سے متعلق آیت نہ پا کر اس کا انکار کر دیں گی۔ اس باب میں علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ ابو عیسیٰ (ترمذی) کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، اور دوسری سندوں سے بھی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے، [23]

نتائج بحث:

(1) سر سید احمد خان مرحوم کے دعوی کے برعکس، زانی محصن کے رجم پر اہل سنت کا اجماع ہے۔

(2) یہودی مرد اور عورت کے فیصلے میں آپ ﷺ نے انہیں رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا اور یہود نے نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں رجم کیا، اگر آپ ﷺ حکم کے بجائے، اجازت مرحمت فرماتے، جیسا کہ سر سید مرحوم نے ذکر کیا ہے تو یہود قطعا اس زانی اور زانیہ کو رجم نہ کرتے۔

(3) آپ ﷺ نے اس فیصلے کے بعد بھی رجم کے فیصلے فرمائے اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے ادوار میں بھی رجم کے فیصلے جاری ہوئے۔

(4) الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ، سر سید احمد خان کے دعوی کے برعکس اس آیت کے نزول کے بعد بھی آپ ﷺ کا زانی محصن کے رجم کا فیصلہ صادر فرمانا، ثابت ہے۔ اس امر کا غیر ممکن ہونا سر سید احمد خان کی ذاتی رائے ہے، روایات میں ایسا قرینہ موجود ہے جو ان کے دعوی کو باطل کرتا ہے۔

حوالہ جات

1 صحيح مسلم ، باب حد الزنى صحيح مسلم، رقم الحديث: 1690

2 متعصب عیسائی مؤرخ ولیم میور نے اپنی کتاب "دی لائف آف محمد" میں اسلام اور آں حضور صلعم کے حالات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا تو انھوں نے اس کا جواب لکھنے کے لیے انگلستان کا سفر کیا اور غیر معمولی تکالیف برداشت کر کے "خطبات احمدیہ" تصنیف کی، جس میں نہایت علمی و تحقیقی انداز میں اس کی علمی بددیانتیوں کا جواب دیا۔ اس کتاب میں ولیم میور کے ساتھ ساتھ بہت سے دیگر عیسائی مؤرخین کے خیالات کا بھی ذکر کیا ہے۔

3 ولیم میور (William Muir)

ولیم میور William Muir(۱۸۱۹۔۱۹۰۵ء)ایک اسکاٹش مستشرق ہے جو ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوا۔ گلاسگو اور ایڈنبرا کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۳۷ء کو بنگال سول سروس کو جوائن کیا اور شمال مغربی صوبوں کے گورنر کے سیکریٹری کے طور اپنی سروس کا آغاز کیا۔ ۱۸۶۵ء میں انڈین گورنمنٹ کا سیکریٹری خارجہ مقرر ہوا۔ ۱۸۶۸ء میں اسے شمال مغربی صوبوں کا لیفٹیننٹ گورنر بنادیا گیا۔ ۱۸۸۴ء میں شاہی ایشیائی سوسائٹی (Royal Asiatic Society)کا صدر بنا۔ ۱۸۸۵ء میں ایڈنبرا یونیورسٹی کا پرنسپل منتخب ہوا اور ۱۹۰۳ء میں ریٹائر ہوا۔ یہیں پر ۱۹۰۵ء میں اس کی وفات ہوئی۔

4 {الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ... النور: 2}

5 عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ – رضي الله عنه – قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُرِبَ لِذَلِكَ وَتَرَبَّدَ لَهُ وَجْهُهُ قَالَ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلُقِيَ كَذَلِكَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ الثَّيِّبُ جَلْدُ مِئَةٍ ثُمَّ رَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ وَالْبِكْرُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ نَفْيُ سَنَةٍ ... صحيح مسلم ، باب حد الزنى صحيح مسلم، رقم الحديث: 1690

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل کی جاتی تو آپ پر اس کی وجہ سے تکلیف (کی کیفیت) طاری ہو جاتی تھی اور آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا، کہا: ایک دن آپ پر وحی نازل کی گئی تو آپ اسی کیفیت سے دوچار ہوئے، جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ سے سیکھ لو، اللہ نے ان (عورتوں) کے لیے راہ نکال دی ہے، شادی شدہ، شادی شدہ سے (زنا کرے) اور کنوارا، کنواری سے (یا کنوارا شادی شدہ سے تو) شادی شدہ کے لیے (سزا) سو کوڑے، پھر پتھروں سے رجم کرنا ہے اور کنوارے کے لیے سو کوڑے پھر ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

6 سر سید احمد خان، الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرہ المحمدیہ، ادارہ الفرقان، لاہور، ص302،301

7 شرح النووي على مسلم ، أبو زكريا يحيى بن شرف النووي ، دار إحياء التراث العربي بيروت ، (11/ 189)

8 الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرہ المحمدیہ ،ص304،303

9 الهداية شرح البداية ، أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الرشداني المرغياني ، المكتبة الإسلامية المدينة المنورة (2/ 96)

10 اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ، مولانا جمیل احمد سکروڈھوی ج6، ص139، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی۔

11 بداية المجتهد ، أبو الوليد محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الشهير بابن رشد الحفيد ، مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، مصر (2/ 434)

12 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابن رشد، ترجمہ: ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، ص:1182، دارالتذکیر، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور، 2009ء

13 روح المعاني ، شهاب الدين محمود ابن عبد الله الحسيني الآلوسي ، دار الكتب العلمية . بيروت (9/ 277)

14 الفقه الإسلامي وأدلته ، أ.د. وَهْبَة الزُّحَيْلِيّ ، دار الفكر سوريَّة – دمشق (7/ 307)

15 الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی، مترجم: مفتی ابرار حسین، ج:7، ص:137، دارالاشاعت کراچی، 2012ء۔

16 موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی، سعدی ابو جیب، دار الفکر، دمشق، ص:319۔

17 حدثنا عبد الله بن يوسف ، أخبرنا مالك بن أنس ، عن نافع ، عن عبد الله بن عمر ، رضي الله عنهما أن اليهود جاؤوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكروا له أن رجلا منهم وامرأة زنيا فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تجدون في التوراة في شأن الرجم فقالوا نفضحهم ويجلدون فقال عبد الله بن سلام كذبتم إن فيها الرجم فأتوا بالتوراة فنشروها فوضع أحدهم يده على آية الرجم فقرأ ما قبلها وما بعدها فقال له عبد الله بن سلام ارفع يدك فرفع يده فإذا فيها آية الرجم فقالوا صدق يا محمد فيها آية الرجم فأمر بهما رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجما قال

عبد الله فرأيت الرجل يجنأ على المرأة يقيها الحجارة ... صحيح البخاري . حسب ترقيم فتح الباري (4/ 251)

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انھیں نافع نے اور انھیں عبداللہ بن عمر نے کہ یہود رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا، رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے یہ کہ ہم انھیں رسوا کریں اور انھیں کوڑے لگائے جائیں۔ اس پر عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تورات لاؤ۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپالیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبداللہ بن سلام نے سچ کہا بے شک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چناں چہ رسول اللہ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ میں نے رجم کے وقت دیکھا، یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑتا تھا، اس کو پتھروں کی مار سے بچانا چاہتا تھا۔

18 الوجوب هو جواز الفعل مع حرمة الترك ، والإباحة جواز الفعل مع جواز الترك... نور الأنوار، ملا جيون،ص:29

19 وموجب الأمر ومقتضاه : وجوب المأمور به أو طلب الفعل المأمور به أو المخبر عنه على وجه الإلتزام والحتم إلا إذدلت قرينة من القرائن على صرف الوجوب إلى غيره كالندب أو الإباحة ... الوجيز في أصول الفقه، د. عبد الكريم زيدان ، ص :211

20 الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ، دارالفكر دمشق (2/ 276)

21 الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ، دارالفكر دمشق (9/ 63)

22 فتح الباري شرح صحيح البخاري ، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي ، دار المعرفة – بيروت (12/ 120)

23سنن الترمذی ، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك الترمذي، دار الكتب العلمية . بيروت، (5/ 493)